فلاح معاشرہ میں تعلیم وتربیت کا کردار تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

The role of education and training in welfare society in the light of Seerat un Nabi

☆پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس لودھی
شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Abstract:

The first Islamic state of Medina laid down by Prophet Muhammad (SAW) was based on education and socialization. This research paper throws light on life of the Prophet as a role model for mankind with reference to education and socialization. To teach about Holy Quran was the one of His major obligation. In addition to this, the pivotal objective and motto of the Prophet was to groom the mankind in light of Quran and Sunnah. As He (SAW) described such knowledge which c could be used for betterment as source of continuous blessing in comparison of such education based on negativity which brought about destruction and emphasized to maintain distance from the propagation of negative knowledge. In order to achieve these goals, social institutes were established under the aegis of Prophet Muhammad (PBUH). In this connection, nine mosques for multipurpose uses were also established which contributed constructive role in this regard. On the basis of these golden vitreous and principles, a just and peaceful society can be developed in this present era.

سیرت النبی ﷺ کے ہر گوشے اور ہر پہلو پر بہترین مواد اور کتب دستیاب ہیں۔ لیکن ارتقاء تمدن اور تیز گی دوراں کے ساتھ ساتھ سیرت کے ہر موضوع اور ہر پہلو کو زمانے کی تیز رفتار ترقی سے مربوط اور ہم آہنگ بنانا آج کے سیرت نگار کا بنیادی فرض ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں فرد اور معاشرے کی تربیت کو بھی اسی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ تربیت کے لیے قرآن حکیم میں تزکیہ([1]) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی نفس انسانی کی ایسی تربیت کہ اس میں صلاحیتوں کے پوشیدہ تمام خزانوں کو اور زیادہ بہتر بنایا جائے اور اس کو بندگی رب اور خدمت خلق کا خوگر بنایا جائے یہ اسوہ تربیت کا ایسا جامع اور مانع طرز ہے کہ انسانی تربیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ فرد اور سوسائٹی میں توازن پیدا کرتا ہے اور ہر دو کو فلاح دارین سے ہم کنار کرتا ہے یہی اصل دین اور ہدف دین ہے۔ تربیت کی اہمیت اور اس سے محرومی کو قرآن حکیم نے اس طرح بیان کیا ہے:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى([2])۔

ایک اور جگہ فرمایا:قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (3)یہی تربیت اور تزکیہ نفس نبی کریم ﷺ کا فریضہ نبوت تھا۔ عہد رسالت میں تربیت کے لیے وحی ربانی اور حکمت نبوی اس کے ماخذ تھے۔ شریعت مطہرہ، تعلیم کتاب اور اسوۂ حسنہ آپ کا لائحہ عمل تھا۔ نرمی، مشاورتِ (4) باہمی، عمدہ خطابت (5)، ذاتی کردار کی قوت (6) اور حریت و مساوات (7) جیسی عالمی آفاقی فطری اور عقلی اقدار آپ کے وسائل تربیت تھے جو آج بھی فرد اور سوسائٹی کی تعمیر و ترقی میں نشان راہ ہیں۔

قرآنی علوم پنجگانہ (8) کی طرز پر جب معاشرت نبوی کا جائزہ لیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دعوت کے بھی 5 بنیادی نکات تھے۔ 1۔ دعوت ایمان (9)، 2۔ تعلیم امت (10)، 3۔ اخلاق حسنہ کا درس (11) اور عملی نمونہ (انسانی تربیت)(12)، 4۔ دفاع ریاست (13)، 5۔ اتحاد امت (14) سیرت النبی ﷺ کے شب و روز کا ہر عمل ہر فیصلہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ان 5 نکات کا مرکز و محور تھا اور قرآن حکیم نے 4 مقامات (15) پر آپ کے فرائض نبوت بیان کئے ان میں مرکزی فریضہ تعلیم کتاب و حکمت ہے۔ تمام اہل ایمان پر آپ نے حصول علم کا فریضہ عائد کیا (16)۔ ہر حال میں عالم یا متعلم بن جانے کا حکم دیا (17)۔ علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا۔ حصول علم کی راہ میں آنے والی موت کو شہادت کا درجہ دیا۔ علم کو صدقہ جاریہ قرار دیا (18)۔ اپنی خدمت میں حاضر ہونیوالے وفود کو اپنے قبائل میں جاکر علم کی اشاعت و تبلیغ کا حکم دیا (19)۔ آپ نے مدینہ منورہ میں جو دنیا کی پہلی اسلامی ریاست قائم کی وہ ریاست داعی اور معلم تھی۔ تمام مسائل حیات کا حل بذریعہ تعلیم اس کا منشور تھا۔ اس کا کوئی قدم، کوئی فیصلہ تعلیم کش یا علم گریزنہ تھا۔ اس کا ہر ادارہ اور ہر فرد فروغ و اشاعت علم کا عملی نمونہ تھا اور یہ عمل تعلیم برائے تعلیم نہ تھا بلکہ تعلیم برائے تربیت تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے وفد مالک بن الحویرث کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا

ارجعوا الى اهليكم فعلموهم وامرهم وصلوا كما رايتموني اصلي(20) اپنے قبیلے کی طرف جاؤ اور انہیں تعلیم دو اور انہیں حکم دو کہ نماز اس طرح پڑھیں جیسا تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں

كان ينطلق من كل حي من العرب عصابة فياتون النبي ﷺ فيسألونه عما يريدون من امر دينهم ويتفقهوا في دينهم۔(21)

عرب کے ہر قبیلے کا ایک گروہ حضور ﷺ کے پاس جاتا اور آپؐ سے مذہبی امور دریافت کرتا اور دین میں تفقہ حاصل کرتا تھا۔

حضرت انس فرماتے ہیں۔

كانواسبعين اذا جهنم اليل انطلقوا الى معلم لهم بالمدينة فيدرسون الليل حتى يصبحوا(22)۔

یعنی اصحاب صفہ میں سے ستر افراد رات کو ایک معلم کے گھر جاتے اور صبح تک درس میں مشغول رہتے۔

نبوی معاشرے میں مجرد تعلیم کا چرچا نہ تھا بلکہ تعلیم کا بڑا گہرا اور قریبی ربط تربیت کے ساتھ تھا۔ اس لئے آپ نے ہر اس علم سے پناہ مانگی جو بے مقصد اور بے فائدہ ہو یعنی جس کا تربیت سے کوئی تعلق نہ ہو(23)۔ یہ تعلیم و تربیت عہد نبوی میں باقاعدہ Educational Institutions کے ذریعے سے ہوتی تھی۔ مدینہ کے تمام قبائل کے محلے الگ الگ تھے اور ہر محلے میں تعلیم و تربیت کا مرکز مسجد تھی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق مدینہ منورہ میں تعلیم و تربیت کے 9 مراکز یعنی 9 مساجد تھیں(24)۔ قرآن حکیم میں مسجد نبوی اور مسجد قباء کا ذکر ملتا ہے(25)۔ یہ مساجد آپ کے تعلیمی پروگرام کی عملی تشکیل کا ذریعہ تھیں۔ اسی تعلیم و تربیت کی بدولت آپ ﷺ نے دنیا کے سب سے زیادہ بگڑے ہوئے سماج کو تاریخ کے قلیل ترین عرصہ میں دنیا کا صالح ترین معاشرہ بنا دیا۔ چونکہ نبوی معاشرت میں تعلیم و تربیت لازم و ملزوم تھی اور انہی تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد کو قرآن حکیم اولئک ہم المفلحون ہم المومنون ہم الراشدون ہم المتقون ہم الصالحون ہم المهتدون حتی که هم اصحب الجنة ہم فیها خلدون کی سند اعزاز عطا کرتا ہے اور ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ جیسی امتیازی منصب عطا کرتا ہے۔ جو مقرب ملائکہ کے لئے بھی قابل رشک اور لائق فخر ہے۔ اقبال نے نبوی معاشرت کے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد کو بندہ مولا صفات قرار دیا اور فرمایا

مقام بندگی دیگر مقام عاشقی دیگر زنوری سجدہ می خواہی زخاکی بیش ازاں خواہی(26)

حضور ﷺ نے جو معاشرہ قائم کیا وہ روئے ارضی پر ذات الٰہی کا سایہ ہے جو حضور ﷺ کی نیابت اور خلفاء راشدین کی طرز پر انسانیت کے حق میں زندگی کے طوق و سلاسل سے نجات دہندہ اور ہر طرح کے ظلم و جور اس کی پناہ گاہ تھا(27)۔

یہ معاشرہ علم و حکمت کا داعی اور معلم تھا۔ مسائل حیات کا حل اور انسانیت کی تعمیر و ترقی بذریعہ تعلیم و تربیت اس کا منشور تھا۔ اس کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ گوشہ اور معمولی سے معمولی اقدام یا فیصلہ بھی تعلیم کش یا علم گریز نہیں تھا اور سوسائٹی کا ہر ادارہ فروغ و اشاعت تعلیم اور شعور و آگہی کے گرد گھومتا تھا۔ نبوی معاشرہ اور تعلیمی ترقی و تربیت کے دھارے ہمیشہ ساتھ ساتھ بہتے رہے۔ قرآن حکیم اس سوسائٹی کا ضابطہ حیات تھا جس میں لفظ علم 105 مرتبہ اور اس مادہ سے بننے والے تعلمون یعلمون جیسے مختلف الفاظ 770 سے زیادہ بار استعمال ہوئے ہیں۔ اس طرح 49 مرتبہ عقل 17 مرتبہ فکر 20 مرتبہ حکمت اور لفظ فقہ (سمجھ بوجھ) 4 مرتبہ آیا ہے۔ لفظ قلم 4 مرتبہ اور کتاب کا ذکر 257 مرتبہ آیا ہے۔ قرآن حکیم کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری کا آغاز کتاب الوحی سے ہوتا ہے۔ کیونکہ وحی علم کی اعلیٰ ترین شکل ہے جو ہر طرح کے افراط و تفریط اور اغلاط و اوہام سے پاک ہے۔ کتاب الوحی کے بعد کتاب الایمان اور ایمان کی

کتاب کے بعد کتاب العلم درج ہے۔ قرآن حکیم کی پہلی دونوں وحی علم کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔ گویا قرآن حکیم اور بخاری شریف کی ترتیب میں فکر و علم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام کی ان دو بنیادی کتب کی ترتیب سے ہی تعلیم وتربیت کی اہمیت و افادیت اجاگر ہوتی ہے۔

اسلام تاریخی اعتبار سے دنیا کا قدیم لیکن اپنی شرعی اور اخلاقی تعلیمات کے لحاظ سے جدید ترین دین ہے کیونکہ ہر دور میں یہ جس قدر واجب العمل ہے اتنا ہی قابل عمل بھی ہے۔ اسلام کی فکری، عملی اور اخلاقی تعلیمات کا کامل نمونہ رسول ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ہے جسے خود خالق کائنات نے پوری انسانیت کے لیے کامل اور بہترین نمونہ قرار دیا۔ آپ ﷺ کا قائم کردہ نظام تعلیم وتربیت انسانیت کی دنیاوی اور اخروی فلاح کا ضامن ہے فرد اور سوسائٹی کے ذاتی اور اجتماعی تمام مسائل کا عملی حل اس نظام تعلیم وتربیت کا نصب العین تھا یہ نظام انسانیت کی خیر خواہی اور سلامتی اور دوسری طرف انسان کا تعلق باللہ اور تعلق مع الخلق کو کامل حکمت و توازن کے ساتھ عملاً مربوط کرتا ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا کامل امتزاج ہے۔ آپ ﷺ کو معلم بنا کر بھیجا گیا یہ نظام تعلیم وتربیت کا فکری پہلو ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت کو عین اطاعت الٰہی قرار دیا گیا[28] یہ اس نظام کا عملی پہلو ہے اور یہی انسانیت کا سب سے بڑا اور مقدم فریضہ ہے۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں:

عالم کائنات کا سب سے بڑا مقدم فرض اور سب سے زیادہ مقدس خدمت یہ ہے کہ نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح و تکمیل کی جائے یعنی پہلے ہر قسم کے فضائل اخلاق، زہد و تقوی، عصمت و عفاف، احسان و کرم، حلم و عفو، عزم و ثبات، ایثار و لطف، غیرت و استغنا کے اصول و فروع نہایت صحیح طریقہ سے قائم کیے جائیں اور پھر تمام عالم میں ان کی عملی تعلیم رائج کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کا عام طریقہ وعظ و پند ہے اس سے زیادہ متمدن طریقہ یہ ہے کہ فن اخلاق میں اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی جا کر تمام ملک میں پھیلائی جائیں اور لوگوں کو ان کی تعلیم دلائی جائے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ لوگوں اسے بہ جبر محاسن اخلاق کی تعمیل کرائی جائے اور رذائل سے روکے جائیں۔

یہی طریقے ہیں جو ابتداء سے آج تک تمام دنیا میں جاری ہیں اور آج اس انتہائی ترقی یافتہ دور میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جا سکتا لیکن سب سے زیادہ صحیح، سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ عملی طریقہ یہ ہے کہ نہ زبان سے کچھ کہا جائے نہ تحریری نقوش پیش کیے جائیں نہ جبر و زور سے کام لیا جائے بلکہ فضائل اخلاق کا ایک پیکر مجسم سامنے آجائے جو خود ہمہ تن آئینہ عمل ہو۔ جس کی ہر جنبش لب ہزاروں تصنیفات کا کام دے اور جس کا ایک ایک اشارہ اوامر سلطانی بن جائے دنیا میں آج اخلاق کا جو سرمایہ ہے سب انہی نفوس قدسیہ کا پرتو ہے دیگر اور اسباب صرف ایوان تمدن کے نقش و نگار ہیں[29]۔ آپ ﷺ کی سیرت میں جہاں حصول علم اور

فروغ علم کا درس ملتا ہے وہاں علم حقیقی کے ساتھ ساتھ شخصی و اجتماعی تربیت کا نمونہ بھی نظر آتا ہے آپ ﷺ نے تمام شعبہ ہائے زندگی میں انسانیت کی کامل اور صحت مند تربیت کی ہے۔ آپ ﷺ کی پوری دعوت بذریعہ تعلیم و تربیت، سماجی فلاح کے ساتھ اخروی نجات و فلاح سے مربوط و ہم آہنگ ہیں۔

تخلیق انسانی کے مقاصد اربعہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انسانی تخلیق کے چار مقاصد بیان کئے ہیں۔

۱۔ عبادت رب ۲۔ انسان کی آزمائش ۳۔ زمین کی آبادکاری ۴۔ خلافت و جانشینی

اگر اس کی تفصیل کا جائزہ لیں تو اللہ تعالیٰ نے تمام جنات اور انسانوں کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (30) "اور میں نے جنات اور انسان کو پیدا ہی اس غرض سے کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں"۔

قرآن حکیم کے مطابق انسانی پیدائش کا ایک مقصد انسان کی آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (31)

"وہی ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ عمل میں کون بہتر ہے"۔

انسانی تخلیق کا ایک مقصد زمین کی آبادکاری بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً (32) "اور ان دونوں (آدم و حوا) سے بکثرت مرد اور عورتیں پھیلا دیے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اور پھر آنے والی اقوام و افراد کو اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ دنیا سے رخصت ہونے والوں کے خلیفہ اور جانشین بن سکیں۔ اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ (33) "اور وہ تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے"۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ (34)

"اور وہی خدا ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا اور تم میں بعض کو بعض پر فضیلت دی تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا تمہاری آزمائش کرے"۔

یہ اصول اربعہ نبوی طرز معاشرت کا مرکز تھے انسانیت کے لیے آج بھی مینارہ نور ہے آپ ﷺ نے افراد معاشرہ کی ایسی تربیت کی کہ ان میں انسانیت کی خدمت کا جذبہ اجاگر ہو۔ آپ ﷺ نے خدمت خلق پر بہت زور دیا ہے۔ جب تک معاشرہ کے افراد میں خدمت خلق کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک معاشرہ مستحکم بنیادوں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم میں خدمت خلق کے متعلق ارشاد ہے:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(35)۔

اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ(36) تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو کسی مسلمان کی تنگی کو دور کرے گا(37) تو اللہ اس کے بدلے قیامت میں اس کی تنگی کو دور کرے گا اس لیے نبوی معاشرہ کا دوسرا مقصد افراد کی مادی ضروریات پوری کرنا تھا۔ رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث قدسی ہے جو کہ اس مقصد کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک انسان سے پوچھے گا اے ابن آدم میں بیمار ہو گیا تھا مگر تو نے میری مزاج پرسی نہ کی بندہ متعجب ہو کر کہے گا بھلا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور تو تو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اللہ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا تھا تو نے اس کی خبر نہیں لی تھی اگر تو اس کی عیادت کے لئے جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، اسی طرح اللہ فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے نہیں کھلایا بندہ عرض کرے گا بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے میں تجھے کیسے کھلاتا آپ تو خود رب العالمین ہیں۔ اللہ فرمائے گا تجھے یاد نہیں کہ فلاں میرے بھوکے بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تو نے کھلانے سے انکار کر دیا تھا۔ اگر تو نے اسے کھانا کھلایا ہوتا تو مجھے اس کے پاس پاتا(38)۔

آپ ﷺ کے طرز معاشرت اور تربیت معاشرت کا نصب العین امن وامان کو قائم کرنا تھا کیونکہ جب تک افراد معاشرہ امن اور محبت کے ساتھ زندگی بسر نہیں کرتے اس وقت تک معاشرہ حقیقی معنوں میں انسانی معاشرہ کہلانے کا مستحق نہیں۔ معاشرہ کا نصب العین ہی امن کا قیام اور باہمی محبت کی فضا پیدا کرتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (39) اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ویسی حرمت رکھتی ہیں جیسے آج کا (یوم حج) یہ مہینہ (ماہ حج) اور یہ مقام (میدان عرفات) کی حرمت ہے" (40)۔

آپ ﷺ نے کامیاب معاشرت کی تشکیل کے لیے فرد اور سوسائٹی کی فکری اور عملی تربیت فرمائی فکری تربیت سے مراد وہ اعتقاد اور ایمانیات ہیں کہ جن کی قلبی تصدیق اور زبانی اقرار سے کوئی شخص مسلم برادری کا رکن بنتا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات صفات حقوق افعال میں یکتا بے مثل یگانہ وحدہ لاشریک تسلیم کرنا، اسی عقیدہ توحید سے ہی پورا اسلامی معاشرہ وجود میں آتا ہے اور یہی توحید اسلامی معاشرہ کی روح اور اس کی اساس ہے۔ توحید کا لازمی تقاضا ہے کہ خالق کائنات انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کرے عقیدہ رسالت اس کا عملی جواب اور ظہور ہے۔ تمام انبیاء کی صداقت و دیانت اور معصومیت پر ایمان لانا ان کی کتب کو ماننا آخر میں نبی کریم ﷺ خاتم النبیین والرسول تسلیم کرنا اور ان کی اطاعت کرنا عقیدہ رسالت ہے۔ معاشرتی زندگی کے حقوق و فرائض اطاعت رسول اور عبادت رب کے متعلق ذمہ دارانہ رویہ اپنانا دوسرے لفظوں میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پاسداری مرنے کے بعد کی زندگی جنت و دوزخ پر ایمان اور اس کے تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے اجتماعی نظام اسلام کا قیام، کیونکہ اس کے متعلق بھی پوچھا جائے گا ان احساسات کے ساتھ پوری ذمہ داری سے زندگی گزارنا عقیدہ آخرت ہے آپ ﷺ نے انہی بنیادوں پر فرد اور سوسائٹی کی تربیت سے تاریخ میں پہلی مرتبہ کامیاب ترین معاشرہ قائم بھی کیا اور چلا کر بھی دکھایا۔ ان فکری اصولوں کی بنا پر جو معاشرہ وجود میں آیا ہے اس میں وحدت نسل انسانی کی روح تھی۔

آپ ﷺ کا طرز تربیت وحدت نسل انسانی کا داعی تھا۔ تفریق بین الناس سے منع فرماتے۔ نسل انسانی کی وحدت کا نظریہ وہ فکر ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب کی تعلیمات میں نہیں ملتی۔ یہ وہ نظریہ ہے جس پر امن کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً (41)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے اور اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

1۔ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ سب سے زیادہ محبت اس سے کرتا ہے جو اللہ کی مخلوق کو سب سے زیادہ پیار کرتا ہے (42)۔

2۔ تم اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنایا گیا۔ آپ ﷺ نے نسل انسانی کو وحدت فکر کے مسلک میں منسلک کرنے کے لئے ایسے اصول عطا کئے ہیں جن کی پابندی سے انسانیت انتشار فکر سے محفوظ رہتی ہے آپ ﷺ نے طرز معاشرت کے لیے صحیح ترین رویہ اسلام کو قرار دیا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (43)

اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین چاہتا ہے تو اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

نبوی معاشرہ میں انسان ہونے کے ناطے سے سب برابر ہیں، نہ تو دولت کسی کے لئے وجہ تکریم ہے اور نہ غربت وجہ ذلت، دنیا کا ہر انسان احترام کا مستحق ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (44) یعنی ہم نے اولاد آدم کو عزت عطا کی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (45) اور ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ یہ آیات اور احادیث احترام انسانیت کو لازم قرار دیتی ہیں۔

آپ ﷺ نے معاشرتی تہذیب اور فرد کی نفسیات اور ذہنیت کو اس طرح تیار کیا کہ ہر فرد ارکان اسلام یعنی کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوتا تھا کیونکہ یہ اس کے ایمان کا تقاضہ ہے۔ یہی رب تعالیٰ کا حکم اور نبی کریم ﷺ کا اسوہ ہے۔ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ روزہ تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ زکوٰۃ سے انسانی ہمدردی کا درس ملتا ہے۔ حج عالمی اسلامی برادری کا مظہر ہے۔ کلمہ شہادت فکری اور عملی وحدت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا ارکان اسلام پابندی سے یہ معاشرہ دنیا و آخرت کی فلاح سے ہم کنار ہوتا ہے۔

ان پاکیزہ تعلیمات کے نتیجہ میں جو اعلیٰ وارفع معاشرہ قائم ہوتا ہے وہ صحیح معنوں میں انسانیت کی معراج کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ ذہنی و عملی پسماندگی توہم پرستی جادوگری غیر مسنون وظائف بدفالی قسمتوں کے حال کے حساب وکتاب سے یہ معاشرہ پاک تھا۔

معاشرہ میں لوگوں کی عزت وذلت کا معیار اچھے اعمال اور تقویٰ تھا ارشاد الٰہی ہے: وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا (46) یعنی ہر ایک کا درجہ اس کے کاموں کے لحاظ سے مقرر ہے۔ دوسری جگہ آتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (47) میں سب سے زیادہ عزت کا مستحق اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

اللہ کے احکام کی پیروی نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر کرنا تقویٰ ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

آپ ﷺ نے معاشرتی تربیت کے لیے ہر شخص میں نیکی کے فروغ اور برائی کے خاتمے کا جذبہ پیدا کیا اور یہ جذبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تھا اس کے بغیر معاشرہ میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ارشاد الٰہی ہے

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (48)

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (49)

تم سب سے اچھی جماعت ہو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہو تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

مساوات انسانی کا درس:

نبوی معاشرہ میں ہر فرد کو ہر قسم کی مساوات حاصل تھی نہ کسی کو دوسرے پر نسلی فوقیت حاصل تھی اور نہ کسی کو قانونی برتری اس معاشرہ میں تمام لوگوں کو مساوی حقوق حاصل تھے۔ یہ خصوصیت معاشرہ کے ہر پہلو میں نمایاں نظر آتی تھی آج بھی نماز میں سب لوگ ایک ہی صف میں برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ خواہ امیر ہو یا غریب کسی کے کھڑا ہونے کے لئے کوئی خاص مقام نہیں ہوتا۔ امیر اور رعایا غریب اور دولت مند انسان ہونے کے ناطے سب برابر ہیں۔ البتہ سچے اہل عمل کا درجہ بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ، وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (50) اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان وعلم کے درجات بلند کرتا ہے۔

اسوہ رسول ﷺ کی پیروی:

اسوہ رسول ﷺ توحید کا لازمہ ہے اس لئے قرآن نے اطاعت پر بہت ہی زور دیا ہے۔ قرآن میں آتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ(51) یعنی تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں عمل کا نمونہ ہے یعنی رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلو۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ(52) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حقوق و فرائض کا عادلانہ نظام:

آپ ﷺ کے قائم کردہ معاشرہ کے تمام افراد حقوق و فرائض کے مقدس رشتہ میں بندھے ہوئے تھے۔ والدین، اولاد، زوجین، رشتہ دار، طلبہ، اساتذہ، پڑوسی، مسافر، خواتین غرض یہ تمام معاشرتی طبقات باہمی افہام و تفہیم، احترام اور تعاون کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان حقوق و فرائض کے متعلق مکمل تعلیم اور رہنمائی ہمیں قرآن وسنت سے حاصل ہوتی ہے۔(53)

علوم وفنون کا فروغ:

نبوی معاشرہ میں ایک مکمل علمی فلاحی اصلاحی اور معلم معاشرہ ہوا کرتا تھا کیونکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کی رو سے علم کا حصول تمام مسلمان مرد و خواتین پر یکساں فرض ہے۔ اس سوسائٹی کا یہ وصف ہی دراصل باقی تمام اوصاف کا ذریعہ ہے کیونکہ علم کے بغیر انسانی معاشرہ انسانی سطح سے گر جاتا ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ(54) کہو کہ کیا اہل علم اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے جاہلی عصبیتیں، رنگ و نسل، خون، علاقہ، زبان یا دیگر مادی بنیادوں پر انسانیت کی تقسیم جیسے اعمال کو سخت ناپسند کیا ہے۔ قانون کی نظر میں تمام افراد معاشرہ برابر ہیں۔ پس معاشی کاروبار اور ترقی کے لئے حلال دروازے سب پر کھلے ہیں۔ مساجد میں صف بندی مساوات کی مظہر ہے۔ تعلیم کے دروازے ہر مطلوبہ اہلیت کے افراد پر یکساں کھلے ہیں۔ یہ پاکیزہ تعلیمات معاشرہ میں آسودہ اور پرامن ماحول پیدا کرتی ہیں۔

عدل و احسان:

معاشرتی بقاء اور استحکام کے لئے عدل و احسان اسوہ حسنہ کی اعلیٰ تعلیمات کی بنیاد ہیں۔ عدل سے معاشرہ میں امن و سکون پیدا ہوتا ہے۔ ظلم اور ناانصافی ختم ہوتی ہے۔ احسان سے معاشرہ محبت و احترام کا گہوارہ بن جاتا ہے اور یہ دونوں اعلیٰ اقدار فطری معاشرتی ارتقاء کو یقینی بناتی ہیں آپ ﷺ نے اسی نہج پر تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا قرآن حکیم آپ ﷺ کا نصاب تھا جس میں اللہ تعالی کا فرمان ہے: اِنَّ اللهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ(55): اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ

(56): اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔ إِنَّ اللّٰہَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ: (57) اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اِعْدِلُوْا ہُوَاَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی: (58) عدل کرو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔ عدل سچی گواہی کے بغیر ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کی بھی اہمیت بیان فرمائی: وَلَا تَكْتُمُوا الشَّہَادَۃَ، وَمَنْ يَكْتُمْہَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ (59) جو گواہی کو چھپائے گا اس کا دل گناہگار ہوگا۔

معاشرتی اداروں کا استحکام:

خاندان، مکتب، مسجد، عدالت اور ایوان حکومت اور دوسرے معاشرتی اداروں کی متوازن ترقی، امن و استحکام کے لئے اسلامی معاشرہ اپنے فکری اجزاء توحید (خوف اللہ)، رسالت (اطاعت رسول)، آخرت (محاسبہ اخروی) سے پوری طرح مربوط اور ہم آہنگ ہوتا ہے۔ معاشرہ دراصل ان ہی اداروں پر مشتمل ایک اجتماعیت کا نام ہے۔ ان کی اصلاح معاشرتی اصلاح کی بنیاد ہے اور ان اداروں کا بگاڑ اجتماعی معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ فکری رہنمائی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے تمام اعلیٰ و عملی رہنمائی عطا کی ہے جو آج بھی انسانی معاشرت کی بقاء اور ارتقاء کی ضامن ہے۔

حصول علم بطور اساس تربیت:

نبوی نظام تربیت میں حصول علم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے آپ ﷺ کی دعوت کا آغاز اقراء سے ہوا قرآن کریم نے انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی یہ قرار دیا کہ انسانیت کو ظلم اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی کی طرف لایا جائے۔ حضور ﷺ کا مقصد بعثت بھی انسانیت کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لانا تھا اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ ہُوَالَّذِیْ يُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَاِنَّ اللّٰہَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (60)۔ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ تو یقیناً تم پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ کتب حدیث و سیرت حصول علم کی اہمیت ترک جاہلیت کی ضرورت اور نبوی طریقہ تربیت سے بھرپور ہیں آپ ﷺ نے حصول علم کو ہی فرض اور معاشرے کی تربیت کی بنیاد بنایا اور ارشاد فرمایا اغد عالما او متعلما او مستمعا أو محبا ولا تكن الخامسه فتهلك (61) عالم بنو یا طالب علم بنو علم سنو علم سے محبت رکھو اس سے ہٹ کر جو بھی طریقہ اختیار کروگے ناکام ہو جاؤگے آپ ﷺ نے راہ علم کو راہ جنت قرار دیا ارشاد فرمایا من سلک یلتمس فیه علما سهل الله له طريقا الى الجنة (62) جس نے حصول علم کے لیے کوئی سفر اختیار کیا اللہ اسے جنت کے راستے پر لے جاتا ہے۔ حصول علم کے اللہ کا راستہ کہا گیا ہے ارشاد

فرمایامن خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع۔(63) جو شخص حصول علم کے لیے نکلتا ہے وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں ہی آپ ﷺ نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا حصول علم کی قرآنی دعا کا درس دیا اور علم کو صدقہ جاریہ قرار دیا علم پھیلانے والوں کی سرسبز اور شادابی کے لیے دعائیں کیں اور کتمان علم پر جہنم کی وعید سنائی(64) حصول علم کی یہ ترغیب اور تشویق فرد اور سوسائٹی کی تربیت کی بنیاد بنی اور تاریخ کے کم ترین عرصہ میں ایسا علمی انقلاب برپا کیا جس کی مثال نہ آپ ﷺ سے پہلے اور نہ آپ ﷺ کے بعد ہے۔

زیر دست افراد کی تربیت:

معاشرے کا ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارہ ہے رسول اللہ ﷺ کے فیض تربیت سے زیر دست افراد بھی محروم نہ رہے۔ آپ ﷺ نے اپنے زیر دست افراد، غلاموں، کنیزوں اور باندیوں کی تربیت بھی فرمائی۔ آجکل پاکستانی سماج میں گھریلو ملازمین پر جسمانی تشدد کے ساتھ ساتھ ان کی جان کو بھی خطرات لاحق ہو چکے ہیں ان حالات میں زیر دست افراد کی تربیت و تحفظ کے لیے اسوہ حسنہ میں کامل رہنمائی موجود ہے۔اعلان نبوت سے قبل حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے آپ ﷺ کے ساتھ شام کا تجارتی سفر کیا اور پھر آپ ﷺ کے حسن سلوک اور آپ ﷺ کے حسن تربیت کے بنا پر مسلمان ہوئے(65)۔ حضرت زید بن حارثہ کی آپ ﷺ نے اس احسن انداز سے تربیت وپرورش فرمائی کہ انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ جانے سے بھی انکار کر دیا(66)۔

ہجرت کے بعد حضرت ام سلیم نے اپنے بیٹے حضرت انسؓ کو حضور ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا آپ ﷺ نے حضرت انس کی ایسی تربیت فرمائی کے دین اسلام کا بڑا حصہ حضرت انس کی مرویات پر مشتمل ہے۔ یہ اسوہ کاملہ زیر دست افراد کی تعلیم وتربیت اور نشوونما کا بہترین نمونہ ہیں غلاموں کے بارے میں فرمایا اعفوا عنہ فی کل یوم سبعین مرۃ(67) یعنی غلام دن میں ستر مرتبہ بھی غلطی کرے تو اسے معاف کرو دوسری روایت کے الفاظ ہیں اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوۃ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیبسہ مما یلبس ولا یکلفہ ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ۔(68) تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کیا ہے سو جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے وہ کھلائے جو خود کھاتا ہو، وہ پہنائے جو خود پہنے، ان کو اتنا کام نہ دے جو وہ نہ کر سکیں اگر ایسا کام دیں تو اس کی اعانت کریں۔

طہارت ونظافت:

طہارت اور پاکیزگی اللہ تعالیٰ کا خاص وصف ہے ملائکہ کو نظافت وطہارت سے رغبت اور شیاطین کو نجاست وغلاظت پسند ہے حضور ﷺ کے نظام تربیت میں افراد معاشرہ کو فکر و عمل، جسم ولباس ہر طرح کی پاکیزگی اور طہارت کے لیے باقاعدہ شرعی اور اخلاقی

قوانین موجود ہیں۔ طہارت و نظافت میں ہی انسان کی جسمانی اور روحانی صحت کا راز ہے آپ ﷺ کی حکمت تربیت میں طہارت کو جزو ایمان کا درجہ حاصل ہے اور آپ ﷺ جو صحیفہ انسانیت لے کر آئے اس میں جملہ نظافت و طہارت کو خاص مقام حاصل ہے۔ عفت قلب و نگاہ، پاکیزہ گفتگو اور طرز عمل نبوی نظام تربیت میں ہر وقت پیش نظر رہا اور اسے محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا اور ہر طرح کی فکری، عملی قولی، جسمانی غلاظت اور نجاست سے بچنے کا حکم دیا حتی کہ طہارت و نظافت کی تربیت اور تلقین حضور ﷺ کا مقصد بعثت قرار پایا، مذاہب عالم میں صرف اسلامی ادب میں کتاب الطہارت کے تحت پورا ضابطہ طہارت و نظافت بیان کیا گیا ہے عصر حاضر میں اس نبوی پر حکمت تربیت کی بنا پر ہر طرح کی ماحولیاتی، صنعتی، فضائی، صوتی آلودگی پر قابو پایا جاسکتا ہے اور اس کی بدولت بہت سے امراض ختم کیے جاسکتے ہیں قرآن حکیم میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔

معاش و معاد کا کامل امتزاج:

انسان جسم اور روح دو طرح کا مجموعہ ہے، نبوی نظام تربیت میں انسان کے ہر دو وجود کی تربیت اور نشو نما کا مکمل ضابطہ موجود ہے اسی بنا پر اس پر حکمت اور فطری نظام نے معاش اور معاد کے تقاضوں کو اس طرح مربوط اور ہم آہنگ بنا دیا گیا ہے کہ انسان بیک وقت اس سے جسمانی اور روحانی ہر طرح کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے آپ ﷺ کی بہترین دعا یہ تھی۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ(69)

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے"۔

نماز اور کسب حلال کی اہمیت اور ترغیب یکجا بیان کی۔ ارشاد باری تعالی ہے

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(70)۔

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

کیونکہ معاشیات کی اہمیت تاریخ کے ہر دور میں ایک مسلمہ حقیقت رہی ہے، فرد اور قوم کی معاشی خوشحالی کے بغیر سیاسی و سماجی آزادی کا تصور ممکن نہیں فی زمانہ امت مسلمہ پر ادبار و انحطاط کے جو سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں اس کا ایک بہت بڑا بنیادی سبب صحیح اسلامی معاشی تعلیم اور فکر و شعور کا فقدان ہے۔ زندگی کا یہ نہایت اہم شعبہ نظم و ضبط اور اہداف و مقاصد کے بغیر محض وقتی اور عارضی بنیادوں پر چلا آرہا ہے۔ مسلمانوں کی آبادی ڈیڑھ ارب ہے پچپن آزاد مسلم ممالک اپنے محل وقوع، معدنی و زرعی وسائل، گرم اور سرد

پانی کے سمندر، آبی راستے، فضائی وسعتیں، انفرادی صلاحیتیں سب کچھ وافر مقدار میں ہے ان حالات میں تربیت نبوی سے رہنمائی لے کرامت مسلمہ اخلاقی سماجی، اقتصادی روحانی، تعلیمی قانونی عسکری تجارتی ہر شعبے میں انسانیت کی قیادت کر سکتی ہے یہ دعوت آج بھی عام ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ(71)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو جبکہ رسول تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائے جو تمہارے لیے زندگی بخش ہو۔

عبادت وریاضت کا متوازن وپر حکمت اسلوب:

حضور ﷺ کے اسوہ تربیت افراد و سماج سازی میں دیگر مذاہب سے برعکس عبادت وریاضت کا متوازن اور پر حکمت لائحہ عمل عطاء فرمایا ہے من جملہ ان امور میں ایک اہم چیز نفلی عبادات میں حد سے زیادہ تعمق واستغراق ہے جن کی وجہ سے بنیادی فرائض اور بقول شاہ ولی اللہ ارتفاقات درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ وان لکل شی شرۃ وان لکل شرۃ فترۃ(72)۔ یعنی ہر کام کے لیے چستی اور ہر چستی کے لیے سستی ہے اس ضمن میں شاہ صاحب نے لکھا **ولھذا جعل الشارع للطاعات قدرا کمقدار الدوافی حق المریض لایزادولا ینقص**(73) یعنی عبادات کے معاملے میں شارح نے ان کی تعداد اور مقدار اسی طرح متعین کی جس طرح مریض کے لیے دوا کی مقدار متعین کی جاتی ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور پر حکمت نظام تربیت میں آپ ﷺ نے خود کو ایک مثال کے طور پر پیش کیا اور فرمایا

انا اصوم و افطر واقوم و ارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔(74)

میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں لہذا جس نے میرے طرز عمل کو چھوڑا وہ مجھ میں سے نہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے **احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل**(75) یعنی اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہ ہیں جن کی ہمیشہ پابندی کی جائے خواہ وہ مقدار میں کم ہی ہوں لہذا جہاں تک ہو سکے نیک عمل کرو کیونکہ اللہ اجر دینے میں کمی نہیں کرے گا تم تھک ہار کر بیٹھ جاؤ گے۔ اس پر حکمت نظام تربیت سے فرد اپنے رب اور سوسائٹی سے جڑا رہتا ہے رب سے لیتا ہے اور جماعت کو دیتا ہے

امن ومحبت کا فروغ بذریعہ تربیت خاندان:

امن محبت اور کفالت وخوشحالی کا قیام ہی فلاح معاشرہ کا آمن ہے افراد معاشرہ کی تربیت کے لیے خاندان ایک بنیادی ادارہ ہے نبوی نظام تربیت میں اس پر بے حد توجہ اور ترغیب دلائی گئی ہے خاوند کو حکم دیا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ(76)۔ اور ان کے ساتھ

بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ بیوی کو پابند کیا فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ(77)۔ لہٰذا نیک عورتیں وہ ہیں جو (شوہروں کی) فرمانبردار ہوں اور ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق (مال و آبرو) کی حفاظت کرنے والی ہوں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے التی تسرہ اذا نظر و تطیعه اذا امر ولا تخالفه فی نفسها و مالها بما یکرہ (78) یعنی آپ ﷺ سے پوچھا گیا کون سی عورت بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ عورت بہتر ہے کہ جس کا خاوند اسے دیکھ کر خوش ہو جب اسے کوئی بات کہے تو وہ اطاعت کرے اپنی ذات اور شوہر کے مال میں کوئی ایسا کام نہ کرے جسے شوہر ناپسند کرتا ہو دونوں کی تربیت میں ارشاد فرمایا خیر کم خیرکم لاهله وانا خیر کم لاهلی (79) یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے اولاد کی پرورش اور تربیت خاندان کا بنیادی مقصد اور فریضہ ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے علمو اولادکم فا نهم مخلوقون الزمان غیر زمانکم (80) اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اس طرح کرو کہ تمہیں یاد رہے کہ ان کا اور تمہارا زمانہ مختلف ہے ایک اور حدیث میں فرمایا اکرمو اولادکم واحسنو ا ادبهم (81) یعنی اپنے بچوں کی عزت کرو اور ان کو ادب اور تمیز سکھاؤ۔ ایک اور حدیث ہے ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن (82) یہ تمام سماجی اقدار و اوصاف فرض اور سوسائٹی کی تعمیر اور تعلیم و ترقی اور حسن تربیت میں آج بھی اسی طرح اہم اور موثر ہیں جیسا زمانہ نزول کے وقت تھیں۔

نوجوانوں کی تربیت کا فطری اور موثر نظام

تربیت کا عمل خلاء یا فضاء میں نہیں بلکہ جیتے جاگتے انسانی معاشرے میں سر انجام دیا جاتا ہے اچھے اور صحت مند خاندان کی تشکیل پر ہی نسل نو کی تربیت کا دارومدار ہے اس نبوی سنت پر عمل کرتے ہوئے سماجی فلاح بذریعہ صحت مند خاندان کا کلیہ واضح ہوتا ہے۔ نوجوانوں کو پاکیزہ فکر و عمل کے اعلیٰ اوصاف سے آپ ﷺ نے متصف فرمایا ہے ارشاد ہے

یا معشر الشباب من استطاع منکم فلیتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطیع فعلیه بالصوم فان له وجاء۔(83)

اے جوانوں تم میں سے جو نکاح کی قوت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جو شخص اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے روزے رکھنے چاہئیں یہ اس کی حد سے بڑھی ہوئی شہوت کا علاج ہے۔ مزید فرمایا من اراد ان یلقی الله طاهرا مطهرا فلیتزوج الحرائر (84) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے انتہائی پاک حالت میں ملنا چاہتا ہو اسے آزاد عورتوں سے نکاح کرنا چاہیے

جس شخص نے نکاح کر لیا اس نے اپنا آدھا دین محفوظ کر لیا نوجوانوں کے حق میں آپ ﷺ کا یہ پر حکمت نظام تربیت عصر حاضر کی سب سے بڑی سماجی ضرورت ہے اور اس پاکیزہ اوصاف کی بدولت ذہنی، نفسیاتی، جسمانی امراض سے نجات ممکن ہے جو فلاح معاشرہ کی ضمانت ہے۔ نوجوانوں کی تربیت اوت معاشرے میں ان کے بھرپور کردار کو یقینی بنانے کے لیے طلاق کی حوصلہ شکنی کی کیونکہ اس سے خاندان کا ادارہ کمزور ہوتا ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے ابغض الحلال الی الله الطلاق (85)یعنی اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ ایک اور حدیث ہے

ایما امراۃ سالت زوجھا طلاقا من غیرباس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ۔(86)

"جس عورت نے بلاوجہ اپنے خاوند سے طلاق مانگی اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے"

یسر بلا عسر:

حضور ﷺ کی نظام تربیت میں ہمیشہ سہولت اور آسودگی کو پیش نظر رکھا بلاوجہ سختی اور تنگی کی حوصلہ شکنی کی یہ پر حکمت نظام تربیت افراد معاشرہ میں فوری صحت مند اور دیرپا مثبت تبدیلی پیدا کرتا ہے اس طرح یہ تمام تربیت یافتہ افراد مل کر معاشرہ کی فلاح وبہبود میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے خیر دینکم ایسرہ و خیر عبادۃ الفقہ(87)

آپ ﷺ کا اپنا طرز عمل یہ تھا ما خیر بین امرین الا اخذا ایسرھما مالم یکن اثما(88)

یعنی جب حضور ﷺ کو اللہ تعالی کی طرف سے دو باتوں میں سے کسی ایک بات کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ آسان بات اختیار کرتے اگر وہ جائز ہوتی۔ آپ ﷺ کے نظام تربیت میں ایک اور اہم اصول پر حکمت مثالوں کو بیان کرنا ہے تاکہ اچھی تربیت انسانی نفوس میں اس طرح راسخ ہو جائے کہ فرد سوسائٹی کا قیمتی اثاثہ اور سوسائٹی اس کی محافظ ہو۔ نماز کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے گھر کے سامنے ایک نہر ہو اور وہ اس میں پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل رہے گی۔(89)

ایک نوجوان نے جب آپ ﷺ سے بے حیائی کے کاموں کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اس شخص کو اس کے اہل خانہ کی مثال دے کر فرمایا کہ جب تم اپنے اہل خانہ کے لیے یہ بات پسند نہیں کرتے تو دوسرے افراد کے لیے بھی اسے پسند نہ کرے(90) ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے جیتے جی کوئی شخص آگ میں کود پڑے(91) آپ ﷺ کا یہ پر حکمت تربیتی اسوہ آج بھی فرد اور معاشرے کی فلاح کا ضامن ہے ۔

موجودہ عالمی نظام اور نبوی حکمت تربیت

آج دنیا وہ نہیں رہی جو زمانہ نزول قرآن میں تھی۔ عالمی نظام کا یہ ماحول فرد اور اجتماع کی ذہنی نشو و نما روحانی ترقی، مقصد حیات کا حصول و شعور نبوی طریقہ تربیت کے بدولت ہی ممکن ہے آپ ﷺ کے پیغام کو قرآن حکیم نے یوں واضح کیا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا(92)(وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے (حق و باطل میں فرق اور) فیصلہ کرنے والا (قرآن) اپنے (محبوب و مقرب) بندہ پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو جائے۔وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ(93)۔اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا(94)۔ آپ کہہ دیجیے:"لوگو!میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

نبوی نظام تعلیم و تربیت میں عصر نبوت کے مختلف ممالک کے لوگ بھی شامل تھے اس دور کا جو بھی سادہ عالمگیر نظام تھا آپ نے اپنے تربیتی نظام میں اس کا پورا لحاظ رکھا حبشہ کے بلال،روم کے صہیب،فارس کے سلیمان،یمن کے ابو موسی غرض اکثر ممالک کی نمائندگی آپ ﷺ کے صحابہ میں موجود تھی اور درج بالا قرآنی آیات کی رو سے آپ ﷺ ان کی تعلیم و تربیت کے بھی پابند تھے لہذا آج کے عالمی نظام میں نبوی حکمت تعلیم تربیت کو اپنانے کے لیے ہر طرح کے لسانی،لونی،علاقائی تعصبات سے بالاتر ہو کر انسانیت کو بنیاد بنا کر حضور ﷺ کے طرز تربیت سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

خلاصہ بحث

نبوی معاشرت اور تربیت کا یہ پورا نظام آج بھی انسانیت کے لیے واجب العمل ہونے کے ساتھ ساتھ لائق عمل بھی ہے آپ ﷺ نے سماجی تربیت کے لیے قانونی اور اخلاقی ضابطے عطا کیے جو عقل و فطرت کی معراج اور عصر حاضر میں انسانیت کی بنیادی ضرورت ہے ۔ قانونی ہدایات و تعلیمات کی بجا آوری کے لئے آپ ﷺ نے فرد اور سوسائٹی کی بہترین تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ اصلاح و تعمیر کے لئے حدود و تعزیرات کا اسوہ پیش کیا۔ اخلاقی اقدار کی ترقی اور تسلسل کے لئے تعلیم و تربیت کا نظام عطا کیا ہے۔ ان قانونی اور اخلاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہم دنیا و آخرت میں فلاح حاصل کر سکتے ہیں اور جدید دور میں ایک مکمل مثالی اسلامی فلاحی ریاست دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ جس کی آج انسانیت کو شدید ضرورت ہے۔ خوش قسمتی سے یہ نظام حق کتاب و سنت میں مکمل طور پر محفوظ اور موجود ہے۔ لیکن بد قسمتی سے سیکولر نظام تعلیم کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہے۔

سفارشات

۱۔ مستحکم اور پر امن معاشرہ کی تشکیل کے لیے سیرۃ النبی کی عصری معنویت کو نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔

۲۔ صحت مند تربیت عمدہ افکار کے عصری رجحانات کی سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں تشکیل نو کی جائے۔

۳۔ نبوی نظام تربیت کے راہنما اصولوں کو جامعات اور مدارس کے نصابات میں شامل کیا جائے اور تمدنی ارتقاء

کی وجہ سے جہاں اجہاد کی ضرورت ہو وہاں اربابِ حل و عقد اجہادی بصیرت سے کام لیں۔

۴۔ نوجوانوں کو دہشت گرد تنظیموں کا آلہ کار بن جانے کا موقع نہ دیا جائے بلکہ مسلم حکومتیں اور مسلم نجی ادارے تربیت نبوی ﷺ کے اصولوں پر مبنی نچلی سطح سے اعلیٰ سطح تک تمام اداروں کو فعال بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

۵۔ عالم اسلام کے پر عزم، باصلاحیت، دینی درد اور دینی دینی جذبہ و شعور رکھنے والے نوجوانوں کا عالمی مسلم یوتھ فورم قائم کیا جائے۔ جامعات و مدارس کے حاضر سروس اور ریٹائرڈ اصحابِ دانش و بینش کی مشاورت اور حلف الفضول کی روشنی میں اس فورم کا طریقہ کار وضع کیا جائے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] البقرۃ، ۲:۱۲۹، ۱۵۱، آل عمران، ۳:۱۶۴، الجمعہ، ۶۲:۲

[2] النازعات، ۷۹:۳۷ تا ۴۱

[3] الشمس، ۹۱:۹، ۱۰

[4] آل عمران، ۳:۱۵۹

[5] النساء، ۴:۱۰۵

[6] الاحزاب، ۳۳:۲۱، القلم، ۶۸:۴

[7] الحجرات، ۴۹:۱۳

[8] شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، قرآن محل کراچی ۱۹۹۲ء، ص ۴

[9] الحدید، ۵۷:۷

[10] البقرۃ، ۲:۱۵۱

[11] الانفال، ۸:۲۴

[12] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الحیاء، حدیث نمبر ۶۱۱۷

[13] امام مسلم، الصحیح، کتاب الجہاد، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا، ج ۲، ص ۱۵۵

[14] آل عمران، ۳:۱۰۴

[15] البقرۃ، ۲:۱۲۹، ۱۵۱، آل عمران، ۳:۱۶۴

[16] امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل طلب العلم، حدیث نمبر ۲۶۴۸

[17] ایضاً

[18] امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر ۲۶۸۲

[19] امام مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب الامر بالایمان، ج ۱، ص ۳۵

[20] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان للمسافر، ج ۱، ص ۱۵۵

[21] شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ج ۲، ص ۵۹

[22] امام احمد، مسند احمد، ج ۳، ص ۱۳۷۷

[23] امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فیمن یطلب بعلمہ الدنیا، حدیث نمبر ۲۶۵۳

[24] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور 1985ء، ص ۸۷

[25] التوبہ، ۹:۱۰۸

[26] علامہ اقبال، کلیات فارسی (زبور عجم)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، اردو بازار لاہور، ص ۵۱۸

[27] النساء، ۴:۷۵

[28] النساء، ۴:۸۰

[29] شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، مقدمہ، ج ۱، ص 1تا2

[30] الذاریات، ۵۱:۵۶

[31] الملک، ۶۷:۲

[32] النساء، ۴:۱

[33] النحل، ۱۶:۹۲ (printed as ۱۶:۹۲)

[34] الانعام، ۶:۱۶۵

[35] الحشر، ۵۹:۹

[36] الحجرات، ۴۹:۱۰

[37] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل لصاحبہ انہ اخوہ اذا خاف علیہ القتل او نحوہ، حدیث نمبر ۶۹۵۱

[38] مشکوٰۃ، باب شفقت علی الخلق، ج ۲، ص ۱۸۸

[39] بنی اسرائیل، ۱۷:۳۳

[40] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منیٰ، حدیث نمبر ۱۷۴۱

41 النساء،۴:۱

42 مشکوٰۃ،باب شفقت علی الخلق،ج ۴،ص ۴۲۵

43 آل عمران،۳:۸۵

44 بنی اسرائیل،۱۷:۷۰

45 التین،۹۵:۴

46 الانعام،۶:۱۳۲

47 الحجرات،۴۹:۱۳

48 المائدہ،۵:۲

49 آل عمران،۳:۱۱۰

50 المجادلہ،۵۸:۱۱

51 الاحزاب،۳۳:۲۱

52 النساء،۴:۸۰

53 تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں سورۃ البقرہ آیت نمبر 177، سورۃ النساء آیت نمبر 36، سورۃ الانعام آیت نمبر 151 تا 153، سورۃ الفرقان آیت نمبر 63 تا 76، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 33 تا 40

54 الزمر،۳۹:۹

55 النحل،۱۶:۹۰

56 الاعراف،۷:۵۶

57 المائدہ،۵:۱۳

58 المائدہ،۵:۸

59 البقرۃ،۲:۲۸۳

60 الحدید،۵۷:۹

61 مجمع الزوائد،ج ۱،ص ۱۲۲

62 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل طلب العلم، حدیث نمبر ۲۶۴۶

63 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل طلب العلم، حدیث نمبر ۲۶۴۷

64 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر ۲۶۸۲

65 محمد ادریس، کاندھلوی، مولانا، سیرۃ المصطفیٰ، ادارہ اسلامیات لاہور، 1990ء، ج 1 ص 163

66 ایضاً

67 امام ابوداؤد، سنن ابوداود، کتاب الادب، باب حق المملوک، حدیث نمبر ۵۱۶۴

68 امام ابوداؤد، سنن ابوداود، ابواب النوم، باب فی حق المملوک، حدیث نمبر ۵۱۵۸

69 البقرۃ، ۲:۲۰۱

70 الجمعہ، ۶۲:۱۰

71 الانفال، ۸:۴۴

72 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ بالغۃ، دارالاشاعت کراچی 1987ء، ج 3، ص 512

73 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب ترغیب فی النکاح، حدیث نمبر ۵۰۶۳

74 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، حدیث نمبر ۵۰۶۳

75 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومۃ علی العمل، حدیث نمبر ۶۴۶۴

76 النساء، ۴:۱۹

77 النساء، ۴:۳۴

78 امام نسائی، سنن نسائی، کتاب النکاح، باب ای نساء خیر، حدیث نمبر ۳۲۳۳

79 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فضل ازواج النبی، حدیث نمبر ۳۸۹۵

80 امام ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، مقدمہ، ج ۱، ص ۴۵

81 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، حدیث نمبر ۳۶۷۱

82 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی ادب الولد، حدیث نمبر ۱۹۵۲

83 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج، حدیث نمبر ۵۰۶۵

84 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب تزویج الحرائر والولود، حدیث نمبر ۱۸۶۲

85 ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب التفریق ابواب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، حدیث نمبر ۲۱۷۸

86 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب الطلاق واللعان عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی المختلعات، حدیث نمبر ۱۱۸۷

87 جامع الاصول، ج 1، ص 21

[88] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسروا، حدیث نمبر ۶۱۲۶

[89] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ، حدیث نمبر ۵۲۸

[90] مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۲۳۳

[91] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یلقی فی النار من الایمان، حدیث نمبر ۲۱

[92] الفرقان، ۲۵:۱

[93] سبا، ۳۴:۲۸

[94] الاعراف، ۱۵۸:۷